7 نظریۂ پیدائش دولت
(Theory of Production)

7.1 پیدائش دولت (Production)

عام طور پر کسی چیز کی عدم موجودگی (Non Existence) سے وجود میں آنے کو پیدائش سے تعبیر کرتے ہیں۔ لیکن علم معاشیات میں پیدائش دولت کا تصور تخلیق کے ہم معنی نہیں ہے کیونکہ اللہ کے سوا کسی کو اشیا کی تخلیق پر قدرت حاصل نہیں۔ انسان صرف اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ اشیا میں مزید افادیت لانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس لیے ماہرین معاشیات کے نزدیک کسی شے میں افادہ پیدا کرنا بھی پیدائش دولت ہے ۔لیکن جدید معیشت دانوں کے نزدیک جب تک کسی شے میں افادہ کے ساتھ ساتھ قدر (Value) نہ پیدا کی جائے وہ پیدائش دولت نہیں کہلاسکتی۔ مثال کے طور پر جب ہم ذاتی تسکین کیلئے گاڑی چلاتے ہیں تو اس سے ہمیں افادہ ضرور ملتا ہے لیکن اسے ہم پیدائش دولت نہیں کہہ سکتے کیونکہ پیدائش دولت سے مراد قدر (Value) کا پیدا کرنا ہے۔ اس لیے جب ہم اپنی گاڑی کو برائے ٹیکسی چلاتے ہیں تو افادہ کے ساتھ ساتھ قدر بھی پیدا ہوتی ہے۔

"Production therefore, should be defined not only creation of utility but also the creation of value."

’’پیدائش دولت سے مراد کسی شے میں افادہ کے ساتھ ساتھ قدر کا پیدا ہونا ضروری ہے۔‘‘

لہٰذا علم معاشیات میں پیدائش دولت سے مراد اُن اشیا و خدمات کی پیدائش ہے جو کسی انسانی خواہش کو پورا کرنے کا وصف رکھتی ہوں اور جن میں افادہ، کمیابی اور انتقال پذیری کی خصوصیات موجود ہوں۔ جن کی بنا پر بازار میں ان کی قیمت بڑھ سکے۔ مثلاً فرنیچر، کپاس، لوہا، لکڑی وغیرہ ان تمام اشیا میں درج بالا خصوصیات موجود ہیں۔ لہٰذا یہ سب معاشی اشیا ہیں کیونکہ ان کی شکل تبدیل کر دینے سے ان کی قدر بڑھ جاتی ہے۔ مثلاً لکڑی کے ٹکڑے سے میز، کرسی بنانا، کپاس سے کپڑا بنانا، لوہے سے گاڑیاں بنانا وغیرہ۔ اسی طرح بعض لوگ اشیا پیدا نہیں کرتے بلکہ خدمات انجام دیتے ہیں اس لیے ہر قسم کی دماغی اور جسمانی کاوش جو کسی معاوضے کے لیے کی گئی ہو وہ بھی پیدائش دولت کے زمرے میں آتی ہے ۔مثلاً ڈاکٹر کا مریض کا علاج کرنا، پروفیسر کا پڑھانا، وکیل کا دلائل دینا، حجام کا بال بنانا وغیرہ۔ پیدائش دولت انسانی کاوش کا صلہ ہے جس کو وہ اپنی تسکین کیلئے قدرت کی عطا کردہ اشیا و خدمات کو مختلف اشکال اور وقت کے حساب سے استعمال میں لاکر فائدہ اٹھاتا ہے۔

7.2 عاملین پیدائش کی خصوصیات اور اہمیت
(Characteristics and Importance of Factors of Production)

معاشی اصطلاح میں عاملین پیدائش سے مراد پیداوار کے وہ مداخل (Inputs) یا عناصر ہیں جن کے اتحاد اور باہمی اشتراک کی بدولت ہماری ضرورت کے تمام معاشی لوازمات تیار ہوتے ہیں اور ملکی دستیاب وسائل کو بھرپور طریقے سے بروئے کار لایا جاتا

ہے۔ زمین، محنت، سرمایہ اور تنظیم ایسے پیداواری وسائل ہیں جو ضروریات زندگی پیدا کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ اس لیے انہیں معاشیات میں عاملین پیدائش (Factors of Production) کا نام دیا جاتا ہے۔

پروفیسر فریزر (Professor Frazer) نے عاملین پیدائش کی تعریف کرتے ہوئے کہا:

"عاملین پیدائش بحیثیت مجموعی وہ عناصر ہیں جو ہر قسم کی پیدائش کا سرچشمہ ہوتے ہیں" عاملین پیدائش درج ذیل ہیں۔

(الف) زمین یا قدرتی وسائل Natural Resources (Land)

(ب) محنت یا انسانی وسائل Human Resources (Labour)

(ج) سرمایہ یا زری وسائل Monetary Resources (Capital)

(د) تنظیم یا آجرانہ وسائل Entrepreneurial Resources (Organization)

زمین کا مفہوم (Meaning of Land)

زمین پیداواری وسائل کا پہلا اور لازمی جزو ہے۔ عام اصطلاح میں زمین سے مراد وہ سطح زمین ہے جس پر ہم چلتے پھرتے، کھیتی باڑی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ وسائل کو استعمال میں لاکر دولت کماتے ہیں۔ گویا علم معاشیات میں زمین سے مراد تمام قدرتی وسائل مثلاً بارش، دریا، پہاڑ، جنگلات، معدنیات، نباتات، حیوانات، ریگستان وغیرہ ہیں جو ہمیں خالق کائنات کی طرف سے بلامعاوضہ ملے ہیں۔ زمین کی تمام ظاہری اور مخفی قوتیں اور خزانے جن کے استعمال سے انسان فائدہ اٹھاتا ہے وہ زمین کے زمرے میں آتے ہیں۔

الفرڈ مارشل کے نزدیک زمین سے مراد

"وہ تمام ظاہری و مخفی خزانے اور قوتیں ہیں جن کو قدرت نے انسان کی فلاح کے لیے زمین، پانی، ہوا، روشنی اور حرارت کی شکل میں مفت عطا کیا ہے"۔ الغرض زمین پیداواری وسائل کا پہلا اور لازمی جزو ہے جس کے بغیر کوئی کاروباری عمل شروع نہیں ہوسکتا اور نہ ہی قدرتی وسائل سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

زمین کی خصوصیات (Characteristics of Land)

(i) قدرت کا مفت عطیہ (Free Gift of Nature)

زمین اللہ تعالیٰ کی طرف سے نوع انسان کے لیے بلامعاوضہ عطیہ ہے جس کو وجود میں لانے کیلئے انسان کو کوئی تگ و دو یا جدوجہد نہیں کرنا پڑتی اور نہ ہی کوئی معاشی سرگرمی عمل میں لائی جاتی ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو زمین کا ایک انچ ٹکڑا بھی پیدا کرنے کی قدرت حاصل نہیں اور نہ ہی انسان زمین کو فنا کرسکتا ہے۔ البتہ انسان اپنی محنت اور کوشش سے اس کے استعمال کو بہتر کرسکتا ہے۔ مثلاً انسان بنجر زمین کو زرخیز بنا سکتا ہے۔ عمارتی لکڑی کو فرنیچر بنانے میں استعمال کر سکتا ہے۔ زمین کے اندر سے قیمتی معدنیات نکال سکتا ہے۔

(ii) محدود رسد (Limited Supply)

زمین کی مقدار معین (Fixed) ہے اس لیے کوئی انسان اس کی رسد میں اضافہ یا تبدیلی نہیں لاسکتا اور نہ ہی کوئی ایسی مشین ایجاد ہوئی ہے جو زمین پیدا کر سکے۔ البتہ انسان اپنی محنت اور کوششوں سے بنجر زمینوں کی اصلاح کے لیے کیمیاوی کھادیں اور زرعی آلات استعمال کرسکتا ہے۔

(iii) زرخیزی میں فرق (Difference in Fertility)

قدرت کی طرف سے عطا کردہ سطح زمین زرخیزی کے اعتبار سے ایک جیسی نہیں یعنی زمین کے بعض حصے زیادہ زرخیز ہیں، کچھ کم زرخیز اور بنجر ہوتے ہیں۔ اسی طرح بعض معدنیات اور جنگلات ناقص قسم کے ہوتے ہیں اور بعض اعلیٰ قسم کی صلاحیتوں سے مالا مال ہوتے ہیں۔ نہری نظام جہاں بہتر دستیاب ہو وہاں زمینیں زیادہ زرخیز ہوتی ہیں اور پیداوار بھی زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن پانی کی کمیابی والے علاقوں میں زمین زیادہ زرخیز نہیں ہوتی اور پیداوار بھی کم رہتی ہے۔

(iv) محلِ وقوع میں فرق (Difference in Location)

زمین کا محل وقوع اور اردگرد کا ماحول بھی زمینوں کی پیداواری صلاحیت کو متاثر کرتا ہے کیونکہ کچھ زمینیں شہروں، منڈیوں، بندرگاہوں اور دریاؤں کے نزدیک واقع ہوتی ہیں اس لیے ان زمینوں پر اشیا کی پیداوار پر اخراجات کم، فروخت کے اخراجات قلیل اور پیداواری صلاحیت زیادہ ہوتی ہے اور جو زمینیں محل وقوع کے لحاظ سے دُور دراز علاقوں میں واقع ہوں ان پر اخراجات زیادہ اٹھتے ہیں۔

(v) عدم انتقال پذیری (Non Transferable)

زمین جغرافیائی لحاظ سے مکمل طور پر غیر منتقل پذیر ہے اس لیے زمین کے ٹکڑے کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہیں کیا جاسکتا۔ اگر زمین بنجر اور ناقابل کاشت ہو تو اسے ایسے علاقے میں منتقل نہیں کیا جاسکتا جہاں وہ زرخیز اور قابل کاشت بن جائے۔ البتہ زمین کی ملکیت ایک شخص سے دوسرے شخص کو منتقل کی جاسکتی ہے کیونکہ زمین میں حرکت پذیری کی صلاحیت موجود نہیں اسی لیے مختلف جگہوں پر زمینوں کے کرائے اور لگان مختلف ہوتے ہیں۔

(vi) استعدادِ کار میں فرق (Difference in Efficiency)

زمین کی استعداد کار کا انحصار قدرتی اور انسانی کوششوں پر ہوتا ہے کیونکہ انسان اپنی محنت اور لگن کے بل بوتے پر بنجر اور دلدلی زمین کو زرخیز اور لہلہاتے کھیتوں میں بدل سکتا ہے۔ جدید ٹیکنالوجی اور فنی معلومات کی روشنی میں زمین کی پیداوار کو کئی گنا بڑھایا جاسکتا ہے۔

(vii) زمین ایک غیر متحرک عامل (Land as a Non- Active Factor)

زمین ایک غیر متحرک عامل ہے اور انسان کی کوششوں سے ہی اس کی استعداد کار کو بڑھایا جاسکتا ہے اور زمین اس وقت تک ناقابل استعمال رہتی ہے جب تک انسان اس پر اپنی محنت اور کاوش سے پیداوار بڑھانے کی کوشش نہیں کرتا۔

(viii) بنیادی عامل (Basic Factor)

زمین دوسرے عوامل کی طرح پیداواری عمل کا لازمی جزو اور دیرپا عامل ہے اور نسبتی اہمیت کے اعتبار سے زیادہ اہم اور مستقل نوعیت کا حامل ہے۔ کیونکہ زمین کی عدم دستیابی کی صورت میں کوئی پیداواری سرگرمی شروع نہیں کی جاسکتی۔ اس لیے زمین کے بغیر دیگر عاملین پیدائش کا ملاپ اور باہم اشتراک ممکن نہیں ہوتا۔

(ix) دیرپا صلاحیت (Durable Capacity)

زمین دیگر عاملین پیدائش کے مقابلہ میں زیادہ دیرپا اور قیام پذیر ہے اور اس کی پیداواری صلاحیت کبھی بھی کم نہیں ہوسکتی کیونکہ اگر زمین کا کوئی ٹکڑا بمباری یا زلزلے سے تباہ بھی ہو جائے تو اسے دوبارہ زیر کاشت لایا جاسکتا ہے۔ اسی لیے ''ڈیوڈ ریکارڈو'' نے کہا تھا:

''زمین کبھی بھی فنا نہیں ہوسکتی کیونکہ اس میں ازلی اور غیرفنا پذیر صلاحیتیں موجود ہوتی ہیں''۔

لہٰذا کہا جاسکتا ہے کہ زمین ہمیشہ کیلئے بے کار یا تباہ نہیں ہوسکتی بلکہ اس کو دوبارہ قابل کاشت بنایا جاسکتا ہے۔

7.3 زمین کی اہمیت (Importance of Land)

زمین پیداواری عمل کا پہلا اور بنیادی عامل ہے جس کے بغیر کوئی کاروباری سرگرمی شروع نہیں کی جاسکتی۔ انسان اپنی ہر قسم کی سرگرمیوں کیلئے ہمیشہ سے زمین کا محتاج رہا ہے۔ مثال کے طور پر اگر ہم کپڑا تیار کرنے کا کارخانہ لگانا چاہتے ہیں تو کپڑے میں استعمال ہونے والا تمام خام مال زمین سے حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے عمل پیدائش میں زمین اہم کردار ادا کرتی ہے۔ زمین کے بغیر پیدائش دولت ناممکن ہے۔ لہٰذا زمین وہ واحد عامل ہے جو ہر معاشی عمل کے لیے جگہ دستیاب کرتی ہے۔ زمین کی اہمیت کا اندازہ درج ذیل امور کی بنا پر بہتر طور پر لگایا جاسکتا ہے۔

(i) زمین تمام نوع انسان کو خوراک مہیا کرتی ہے۔

(ii) زمین تمام مخلوق کو اپنی کاروباری سرگرمیاں یعنی بنکاری، تجارت، صنعت کاری وغیرہ کیلئے جگہ فراہم کرتی ہے۔

(iii) زمین ملک کی اقتصادی ترقی کیلئے معاون ثابت ہوتی ہے۔

(iv) زمین سے حاصل ہونے والی زرعی خام اشیا کسی ملک کی صنعتی ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

(v) زمین انسان کو سڑکیں، ریلیں اور آبی راستے فراہم کرتی ہے۔

(vi) زمین زرعی ترقی کا ذریعہ ہے اور زرعی ترقی ملکی ترقی کا اہم ستون ہے۔

لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ زمین ہی کسی ملک کی اقتصادی ترقی کا ذریعہ ہے کیونکہ آج وہی ممالک ترقی کی منازل طے کرسکے ہیں جن کے پاس قدرتی ذرائع یعنی زمین وافر مقدار میں موجود ہے۔

7.4 زمین کی استعداد کار (Efficiency of Land)

زمین کی استعداد کار سے مراد اس کی قوت پیداواری یا پیداواری صلاحیت ہے جس کی بنا پر زمین کی پیداواری صلاحیت کا پتہ چلتا ہے کہ زمین کا کون سا ٹکڑا زیادہ مستعد اور کارآمد ہے اور کون سا کم مستعد اور کم کارآمد ہے۔ مثال کے طور پر اگر ہم زمین کے دو مخصوص ٹکڑوں پر محنت اور سرمائے کی اکائیاں لگائیں اور پیداوار کی دو مختلف مقداریں وصول کریں تو کہا جاسکتا ہے کہ دونوں زمینوں کی پیداواری صلاحیت یا استعداد کار ایک جیسی نہیں۔ کیونکہ جس زمین کے ٹکڑے سے زیادہ پیداوار حاصل ہوگی وہ زیادہ مستعد اور کارآمد کہلائے گا جیسا کہ دریاؤں اور نہروں کے نزدیک زمینوں کی پیداواری صلاحیت ریگستانی اور چٹیل علاقوں کی زمینوں کی نسبت زیادہ ہوتی ہے۔ زمین کی استعداد کار یا قوت پیداواری کا انحصار قدرتی اور انسانی عناصر پر ہوتا ہے۔

زمین کی استعداد کار کے عوامل (Factors of Efficiency of Land)

(i) قدرتی عوامل (Natural Factors)

زمین کی قوت پیداواری کا انحصار قدرتی عوامل پر ہوتا ہے۔ کیونکہ زمین کے کچھ ٹکڑے زیادہ زرخیز ہوتے ہیں اور بعض کم جیسے سندھ اور پنجاب کی زمینیں دریاؤں اور نہری نظام کی بدولت زیادہ زرخیز ہیں جبکہ بلوچستان کے علاقوں میں زمینیں پتھریلی اور ناہموار ہونے کی وجہ سے زیادہ پیداوار نہیں دیتیں۔ کچھ علاقوں میں آب و ہوا بھی زمین کی قوت پیداوار یا کارکردگی کو بڑھانے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ جن علاقوں میں مناسب بارش ہوتی ہے وہاں کی زمین زیادہ پیداواری صلاحیت رکھتی ہے۔ لیکن ضرورت سے زیادہ بارش والے علاقوں میں زمین کی پیداواری صلاحیت اتنی نہیں ہوتی ہے۔ اسی طرح گرم علاقوں میں بھی زمین کی پیداوار کم ہوتی ہے۔

(ii) انسانی عوامل (Human Factors)

زمین کی پیداواری صلاحیت کو بڑھانے میں انسان کی کوششوں کا بڑا عمل دخل ہے۔ کیونکہ اگر کاشتکار پڑھے لکھے ہوں تو وہ جدید ٹیکنالوجی اور زرعی آلات کے ذریعے بنجر زمینوں کو بھی سرسبز اور شاداب کھیتوں میں بدل سکتے ہیں اور زمین کی پیداواری صلاحیت کو کئی گنا بڑھا سکتے ہیں۔

(iii) محل وقوع (Location)

زمین کی قوت پیداواری کو بڑھانے میں محل وقوع بڑا اہم کردار ادا کرتا ہے کیونکہ جو زمینیں شہروں، منڈیوں اور کارخانوں کے قریب واقع ہوتی ہیں ان زمینوں کی پیداواری صلاحیت زیادہ ہوتی ہے جبکہ دُور دراز علاقوں میں زرخیز زمین بھی اخراجات میں اضافے کی وجہ سے اپنی استعداد کار کھو دیتی ہے۔

(iv) ذرائع نقل وحمل (Means of Transportation)

زمین کی استعداد کار ذرائع نقل وحمل کے اخراجات سے بھی متاثر ہوتی ہے کیونکہ جن علاقوں میں سڑکوں اور ریلوں کا نظام

عمدہ ہو وہاں کی زمینوں کی استعداد کار یقیناً ذرائع نقل وحمل سے محروم علاقوں کی نسبت زیادہ ہوگی۔ ایسے علاقوں میں اشیا کو بروقت اور کم خرچ پر منڈی میں منتقل کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح زمین کی استعداد کار بہتر ہوجاتی ہے۔

(v) سرمایہ کی دستیابی (Availability of Capital)

اگر کاشتکار کے پاس سرمایہ وافر مقدار میں دستیاب ہوتو وہ زمین پر اعلیٰ بیج، کیمیائی کھادیں اور جدید آلات کاشتکاری بہم پہنچا کر زمین کی استعداد کار میں اضافہ کرسکتا ہے جبکہ پرانے اور فرسودہ طریقوں سے کاشتکاری کا نتیجہ یقیناً کم استعداد کار ہوتا ہے اور کاشتکار کو منافع کی بجائے نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ سرمائے کی فراہمی زمین کی استعداد کار کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

(vi) کسان کی مستعدی (Efficiency of Farmer)

اگر کسان محنتی، جفاکش اور سمجھدار ہوتو زمین سے زیادہ پیداوار حاصل کی جاسکتی ہے لیکن اگر کاشتکار کاہل، کم فہم اور قدامت پسند ہوتو زمین کی استعدادِ کار عدم دلچسپی کی وجہ سے کم ہوجاتی ہے اور جدید ٹیکنالوجی سے فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔

7.5 محنت کا مفہوم (Meaning of Labour)

عام طور پر محنت سے مراد انسان کی دماغی اور جسمانی (Mental and Physical) کوشش ہے جو وہ اشیا وخدمات کی پیدائش کے سلسلہ میں سرانجام دیتا ہے۔ معاشی اصطلاح میں محنت سے مراد وہ تمام جسمانی اور ذہنی جدوجہد ہے جو کوئی شخص معاوضہ حاصل کرنے کیلئے کرے۔ گویا جو جدوجہد یا مشقت مادی معاوضہ کے حصول کے لیے نہ کی جائے وہ محنت نہیں کہلائے گی۔

پروفیسر جیونز (Professor Jevons) کے مطابق

''محنت انسان کی ایسی جسمانی یا ذہنی جدوجہد کا نام ہے جو کسی معاوضے کی خاطر کی جائے نہ کہ تفریح کے لئے۔''

عام الفاظ میں محنت سے مراد وہ دماغی یا جسمانی کاوش ہے جس کے بدلے معاوضہ ادا کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر جب کوئی استاد طالب علموں کو پڑھاتا ہے تو اسے پڑھانے کے صلہ میں جو اجرت ملتی ہے وہ محنت کہلاتی ہے۔ لیکن اگر یہی استاد اپنے بچوں کو پڑھاتا ہے تو یہ محنت نہیں ہوگی کیونکہ اس خدمت کے بدلے میں اس کو معاوضہ نہیں ملتا۔ لہٰذا محنت میں صرف وہ کام شامل ہیں جن کے بدلے میں اجرت، تنخواہ یا معاوضہ ملے۔

محنت کی خصوصیات (Characteristics of Labour)

(i) متحرک عامل (Active Factor)

محنت دیگر عاملین پیدائش کے مقابلے میں زیادہ مستعد اور متحرک عامل ہے کیونکہ زمین اور سرمائے سے فائدہ اٹھانے کیلئے محنت (مزدور) ہی کی ضرورت پڑتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر زمین کا کوئی بنجر اور ناقابل کاشت ٹکڑا کسی محنتی اور جفاکش مزدور کے حوالے کردیا جائے تو وہ اپنی محنت سے اس زمین کے ٹکڑے کو سرسبز کھیتوں میں تبدیل کرسکتا ہے۔

(ii) محنت ضیاع پذیر ہے (Labour is Perishable)

محنت کا ذخیرہ نہیں کیا جاسکتا کیونکہ محنت ضیاع پذیر اشیا جیسی خصوصیات کی حامل ہے۔ اگر کوئی مزدور بیکار گھر میں بیٹھا رہے اور کوئی کام نہ کرے تو وہ ضائع کیے ہوئے وقت سے فائدہ نہیں اٹھاسکتا کیونکہ وقت قابل ذخیرہ نہیں لہذا محنت بھی ذخیرہ نہیں ہوسکتی۔ اس لیے جو وقت ضائع ہوگیا وہ واپس نہیں آسکتا اور مزدور اپنی آمدنی سے محروم ہوجاتا ہے۔

(iii) محنت اور مزدور الگ نہیں ہوسکتے (Labour can not be Separated from Labourer)

محنت اور مزدور ساتھ ساتھ چلتے ہیں کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ مزدور تو بیکار گھر بیٹھا اپنا وقت ضائع کرتا رہے اور اس کی محنت کارخانے میں جاکر کام کرے۔ گویا محنت وہیں ہوگی جہاں مزدور ہوگا۔

(iv) انتقال پذیری میں مشکلات (Difficulties in Mobility)

عمل پیدائش کے دوران ہم مشینوں اور خام مال کو تو جہاں چاہیں منتقل کرسکتے ہیں۔ لیکن کسی مزدور کو اس کی رضامندی کے بغیر ایک پیشے سے دوسرے پیشے یا ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل نہیں کرسکتے جس کی وجہ رہائش گاہ، بچوں کی تعلیم، رسم و رواج اور اجرت میں فرق ہوسکتا ہے۔

(v) استعداد کار میں فرق (Difference in Efficiency)

مزدوروں کی پیداواری صلاحیت بھی مختلف ہوتی ہے بعض مزدور پڑھے لکھے، ہنرمند، تربیت یافتہ اور ٹیکنالوجی کے استعمال سے واقف ہوتے ہیں۔ اس لیے ان کی پیداواری صلاحیت کم پڑھے لکھے، اناڑی اور کم تربیت یافتہ مزدوروں سے یقیناً زیادہ ہوتی ہے اور وہ اپنے تجربہ کی بنیاد پر زیادہ سے زیادہ پیداوار کا موجب بنتے ہیں۔

(vi) کمزور قوت سودابازی (Weak Bargaining Power)

مزدور اپنے حقوق کے حصول کیلئے آجر یا اپنے مالک کے احکامات ماننے پر مجبور ہوتا ہے کیونکہ مزدوری نہ ملنے کی صورت میں وہ کچھ کما نہیں پاتا۔ اس لیے بھوکا رہنے کی بجائے اپنے حق سے کم پر بھی اپنی خدمات مہیا کرنے پر تیار ہوجاتا ہے۔

(vii) غیر لچکدار رسد (Inelastic Supply)

مزدوروں کی رسد میں فوری طور پر اضافہ یا کمی ممکن نہیں ہوتی کیونکہ مزدوروں کی دستیابی آبادی میں اضافے کی مرہون منت ہوتی ہے۔ چونکہ آبادی کو نہ تو بڑھایا جاسکتا ہے اور نہ گھٹایا جاسکتا ہے۔ اس لیے مزدوروں کی رسد کم لچکدار ہوتی ہے اور رسد بڑھانے کیلئے ایک لمبا عرصہ درکار ہوتا ہے۔ جس میں تبدیلیاں لاکر مزدوروں کی رسد کو موثر بنایا جاسکتا ہے۔

محنت کی اہمیت (Importance of Labour)

محنت ایک مستعد اور فعال عامل پیدائش ہے کیونکہ آج تک انسان نے جتنی ترقی کی منازل طے کی ہیں وہ سب انسانی محنت اور اس کی جسمانی اور ذہنی محنت کی مرہون منت ہیں۔ گویا قدرتی وسائل کتنے ہی کثیر کیوں نہ ہوں انسانی محنت کے بغیر ان سے استفادہ کرنا ناممکن ہے۔ اس لیے انسانی محنت کی بدولت آج لہلہاتے کھیت، پروان چڑھتی ہوئی صنعت اور فضائی و سمندری سفر

ممکن ہوئے ہیں اوراسی محنت کے بل بوتے پر آج انسان نے زندگی کے ہر شعبے میں نمایاں ترقی کی ہے۔

7.6 محنت کی استعداد کار (Efficiency of Labour)

محنت کی استعداد کار مزدور کے کام کرنے کی صلاحیت اور قابلیت پر منحصر ہے۔ مثلاً اگر کوئی مزدور دوسرے مزدور کی نسبت زیادہ محنت، لگن، ذمہ داری اور نفاست سے کام کرے تو یقیناً پہلے مزدور کی کارکردگی دوسرے مزدور سے بہتر ہوگی اور اس کے کام کا معیار عمدہ اور دوسرے مزدوروں سے کہیں زیادہ سستا ہوگا۔ پیداوار زیادہ ہوگی لیکن اخراجات فی اکائی پیداوار کم ہونگے۔

عوامل (Factors)

(i) کام کی رفتار (Speed of Work)

قابل، ہنرمند اور چست مزدور کی پیداواری صلاحیت زیادہ ہوتی ہے جبکہ کاہل، غیر ہنرمند اور سست مزدور کی پیداواری صلاحیت کم ہوتی ہے۔ اس لیے اگر ایک ہی نوعیت کا کام دو مختلف مزدوروں کو دیا جائے تو چست مزدور اپنا کام تیزی سے ختم کر لیتا ہے جبکہ کاہل اور سست مزدور ایسا نہیں کرسکتا۔

(ii) خام مال کی کوالٹی (Quality of Raw Material)

خام مال کی کوالٹی اور استعمال بھی محنت کی استعداد کار کو متاثر کرتا ہے کیونکہ خام مال کی بڑھیا کوالٹی مزدور کی استعداد کار کو بڑھا دیتی ہے جبکہ گھٹیا خام مال اور نامناسب استعمال مزدور کی کارکردگی خراب کرنے کے ساتھ ساتھ اخراجات میں بھی اضافے کا باعث بنتا ہے اور صارفین کو اشیا بھی مہنگے داموں ملتی ہیں۔

(iii) مزدور کی صحت (Health of Labourer)

اگر مزدور صحت مند اور توانا ہو اور اسے تفریح طبع کی سہولتیں میسر ہوں تو یقیناً اس کی دماغی اور جسمانی کاوش بہتر ہوگی اور وہ کاہل، سست اور بیمار مزدور کے مقابلے میں زیادہ کارگر ثابت ہوگا اور کم لاگت سے زیادہ سے زیادہ اشیا و خدمات پیدا کرنے کی صلاحیت رکھے گا۔

(iv) فنی تعلیم و تربیت (Technical Education and Training)

فنی تعلیم و تربیت بھی مزدور کی استعداد کار کو فروغ دیتی ہے لہٰذا جو لوگ فنی تربیت حاصل کر لیتے ہیں ان کی پیداواری صلاحیت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ مزدور کی حاضر دماغی اور فہم و فراست میں اضافہ ہوجاتا ہے اور وہ زیادہ بہتر طریقے سے پیداواری معاملات نمٹاتا ہے۔

(v) اخلاقی اقدار (Moral Values)

دیانتداری، نیک نیتی اور جانفشانی مزدور کی استعداد کار کو کئی گنا بڑھا دیتی ہے۔ اس کے برعکس بے ایمان، چور اور جھوٹے مزدور خام مال کو ضائع کرتے ہیں اور پیداوار بڑھانے میں ان کی استعداد کار صفر ہوتی ہے۔

(vi) کام کی نوعیت (Nature of Work)

اگر کام کرنے کی جگہ خوشگوار، ماحول صاف ستھرا اور امن و امان کی صورت حال بہتر ہو، مزدوروں کی اُجرت وقت پر ملتی ہو، مالکان کا مزدوروں کے ساتھ رویہ دوستانہ ہو اور کام کرنے کے اوقات کم ہوں تو ان حالات میں مزدور کی استعدادِ کار میں بہت زیادہ اضافہ ہوجاتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس بُرے حالات اور بدامنی کی فضا میں مزدور کی استعداد کار گر جاتی ہے۔

(vii) محنت کی تنظیم (Management of Labour)

اگر مزدوروں کی تنظیم بہتر اصولوں پر مبنی ہو اور مزدوروں کو اُن کی قابلیت اور صلاحیت کے مطابق کام دیا جائے تو وہ اپنے کام بہتر طریقہ سے سرانجام دیتے ہیں اور ان کی استعداد کار بڑھ جاتی ہے لیکن اگر کام ان کی قابلیت اور استعداد کار کے مطابق نہ ہو تو ان کی استعدار کار گر جاتی ہے اور وہ دلچسپی سے کام میں حصہ نہیں لیتے۔

(viii) آب و ہوا (Climate)

آب و ہوا مزدوروں کی استعدار کار پر اثر ڈالتی ہے کیونکہ خوشگوار موسم اور معتدل آب و ہوا مزدور کی استعداد کار کو بڑھا دیتی ہے جبکہ سخت گرم اور سخت سرد آب و ہوا مزدور کی استعداد کار کو پست کر دیتی ہے۔

(ix) مزدور اور مالک کے تعلقات (Relationship between Employee and Employer)

اگر مزدوروں اور مالکان کے درمیان تعلقات خوشگوار اور دوستانہ ہوں تو وہ ایک دوسرے کا احترام کرتے ہیں اور نیک نیتی سے پیداواری عمل میں حصہ لیتے ہیں۔ اس طرح ان کی استعداد کار بڑھ جاتی ہے جبکہ ناخوشگوار ماحول میں مزدور تندہی سے کام نہیں کرتے اور مالکان کو ٹریڈ یونین بنا کر نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں جس سے ان کی استعداد کار میں کمی آجاتی ہے۔

7.7 نقل پذیری (Mobility)

محنت کی نقل پذیری سے مراد مزدوروں کا اپنی صلاحیت اور قابلیت کی بنا پر ایک پیشے سے دوسرے پیشے یا ایک مقام سے دوسرے مقام پر پست درجے سے بلند درجے پر منتقل ہونا ہے۔ گویا جب مزدور اپنی مرضی سے مختلف پیشوں، جگہوں اور صنعتوں سے باآسانی دوسرے پیشوں، جگہوں اور صنعتوں میں منتقل ہوجاتے ہوں تو یہ محنت کی نقل پذیری کہلاتی ہے۔

نقل پذیری کی اہم اقسام درج ذیل ہیں۔

(i) جغرافیائی نقل پذیری (Geographical Mobility)

جغرافیائی نقل پذیری سے مراد مزدوروں کا بہتر معاوضے اور صاف ستھرے ماحول کی خاطر ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف منتقل ہوجانا ہے۔ مثلاً اگر کوئی مزدور گاؤں چھوڑ کر بہتر روزگار کی خاطر شہر آجائے یا کسی دوسرے ملک چلا جائے تو اسے جغرافیائی حرکت پذیری کہتے ہیں۔

(ii) پیشہ وارانہ نقل پذیری (Occupational Mobility)

پیشہ وارانہ نقل پذیری سے مراد کسی مزدور کا اپنی صلاحیت اور قابلیت کی بنا پر ایک پیشے سے دوسرے پیشے کی طرف چلا جانا ہے مثلاً ایک مزدور کا ملازمت چھوڑ کر اپنا کاروبار شروع کر لینا پیشہ وارانہ نقل پذیری کہلاتا ہے۔

(iii) افقی یا متوازی نقل پذیری (Horizontal Mobility)

جب کسی مزدور کا ایک پیشے سے دوسرے پیشے میں منتقل ہونے پر اس کے منصب اور اجرت میں کوئی فرق نہ پڑے تو اسے متوازی نقل پذیری کہتے ہیں۔ مثلاً کسی فرم کے منیجر کا کسی دوسری فرم میں منیجر کی حیثیت سے پہلی ہی تنخواہ پر منتقل ہو جانا متوازی نقل پذیری کہلاتا ہے۔

(iv) راسی یا عمودی نقل پذیری (Vertical Mobility)

راسی نقل پذیری سے مراد مزدور کا اپنی صلاحیت اور قابلیت کی بنا پر کلرک سے ہیڈ کلرک بن جانا اور معاوضہ میں اضافہ ہو جانا راسی یا عمودی نقل پذیری کہلاتا ہے۔

(v) معاشرتی نقل پذیری (Social Mobility)

معاشرتی نقل پذیری اس وقت عمل میں آتی ہے جب نچلے طبقے سے کوئی مزدور اپنی محنت اور لگن کے بل بوتے پر اونچے طبقے میں چلا جائے۔ مثلاً ایک عام آدمی کے بچے، ڈاکٹر یا انجینئر بن کر قوم کی خدمت کریں تو اسے محنت کی معاشرتی حرکت پذیری کہتے ہیں۔

مالتھس کا نظریۂ آبادی (Malthusian Theory of Population)

پس منظر (Background)

بڑھتی ہوئی آبادی کے مسئلہ پر پہلی دفعہ انگلستان کے مشہور ریاضی دان اور معیشت دان پروفیسر تھامس رابرٹ مالتھس (Professor Thomas Robert Malthus) نے 1798ء میں باقاعدہ تحقیق کی۔ کیونکہ ان کے زمانے میں انگلستان میں صنعتی انقلاب رونما ہونے کی وجہ سے قیمتوں میں بے تحاشا اضافہ اور اجرتوں میں کمی ہوئی اور مزدور تنگ دستی کا شکار ہو گئے۔ مزدوروں کی جگہ مشینوں نے لے لی تھی جس کی وجہ سے مزدور زبوں حالی اور مفلسی کی زندگی گزار رہے تھے۔ مالتھس کا تعلق کیونکہ پادری گھرانے سے تھا لہٰذا وہ مذہبی خیالات رکھتا تھا۔ اس لیے اس کو لوگوں کی مفلسی پر بڑا دکھ ہوا اور اس نے غربت کے اسباب اور مزدوروں کے حالات سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے پورے یورپ کا دورہ کیا اور آبادی سے متعلق اپنے خیالات کو آبادی کے اصول پر مقالہ "An essay on the principle of population" نامی کتاب میں شائع کیا جو باقاعدہ ترمیم کے بعد 1803ء میں مالتھس کے نام کے ساتھ منظر عام آئی۔

نظریہ (Theory)

مالتھس کا نظریہ آبادی علم معاشیات کا ایک اہم اور عالمگیر نظریہ ہے جس میں مالتھس نے آبادی اور اس سے پیدا ہونے والے مسائل کو بڑے آسان اور عام فہم انداز میں پیش کیا ہے۔

مالتھس کے مطابق قدرتی طور پر آبادی سلسلہ ہندسیہ (Geometric Ratio) اور خوراک سلسلہ حسابیہ (Arithmatic Ratio) کے حساب سے بڑھ رہی ہے۔ یعنی آبادی میں اضافہ خوراک کی نسبت کہیں زیادہ اور تیز ہے اور اگر اس بڑھتی ہوئی آبادی پر قابو نہ پایا گیا تو انسان کا مستقبل انتہائی تاریک اور آنے والے وقت میں اسے زیادہ مصائب اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا اور انسان ابتری اور افلاس کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔

مالتھس کے نظریہ کے اہم نقاط (Main Points of Malthusian Theory)

(1) زمین کی رسد معین ہے اور خوراک پیدا کرنے کے وسائل محدود ہیں لیکن دوسری طرف انسان میں افزائش نسل کی رفتار تیز ہے۔

(2) آبادی میں اضافہ جیومیٹری کی رفتار (یعنی 16, 8, 4, 2,1) کے حساب سے ہو رہا ہے۔ جبکہ خوراک میں اضافہ حسابی سلسلہ (یعنی 5, 4, 3, 2, 1) کے حساب سے ہو رہا ہے۔

(3) اگر بڑھتی ہوئی آبادی پر قابو نہ پایا گیا تو پچیس سال بعد ملک کی آبادی دوگنی ہو جائے گی۔

(4) چونکہ اشیائے خوراک کے مقابلے میں آبادی کے بڑھنے کی رفتار تیز ہے اس لیے انسان کا مستقبل تاریک اور بھیانک ہوگا اور اسے کئی مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا۔

(5) خوراک کے بڑھنے کا تناسب قانون تقلیل حاصل کے زیر اثر ہے اس لیے خوراک کی مقدار کو بڑھتی ہوئی مانگ کے مطابق بڑھایا نہیں جا سکتا۔

(6) مالتھس نے افزائش آبادی اور خوراک کے درمیان مناسب تناسب قائم کرنے کے لیے دو تدابیر تجویز کی ہیں تاکہ بڑھتی ہوئی آبادی کے مسائل پر قابو پایا جا سکے۔

(1) مصنوعی طریقے (2) قدرتی طریقے

(1) مصنوعی طریقے یا رکاوٹیں (Preventive Checks)

مصنوعی طریقے کے مطابق خود انسان اپنے اوپر کنٹرول حاصل کر کے آبادی کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روک سکتا ہے یعنی دیر سے شادی کرنا۔ شادی کے بعد ضبط نفس سے کام لینا۔ چھوٹی عمر میں شادی نہ کرنا وغیرہ شامل ہیں۔

(2) قدرتی طریقے یا رکاوٹیں (Positive Checks)

مالتھس کا خیال تھا کہ اگر مصنوعی طریقے سے آبادی کو نہ روکا جائے تو پھر قدرتی آفات آبادی کو خوراک کے وسائل کے تناسب سے متوازن کر دیتی ہیں۔ چنانچہ مالتھس نے اپنے مقالہ میں رائے ظاہر کی کہ بیشتر اس کے کہ قدرتی آفات نازل ہوں۔

ہمیں احتیاطی طریقوں سے ہی آبادی پر کنٹرول حاصل کرلینا چاہیے تاکہ آبادی کا دباؤ مسائل پیدا نہ کرسکے۔

مالتھس کے نظریہ پر تنقید (Criticism on Malthusian Theory)

مالتھس کے نظریے کو ابتدائی دور میں ہی غم انگیز نظریے کے نام سے منسوب کردیا گیا تھا۔ اس نظریے کو ماہرین نے درج ذیل وجوہات کی بنا پر کڑی تنقید کا نشانہ بنایا۔

(1) تاریخی ثبوت کا فقدان (Lack of Historical Proof)

صنعتی انقلاب کی وجہ سے یورپ اور دنیا کے دوسرے ممالک میں جو معاشی ترقی ہوئی ہے اس نے مالتھس کے نظریہ کو غلط ثابت کردیا ہے۔ کیونکہ یورپ اور دوسرے ترقی یافتہ ممالک میں آبادی میں مالتھس کے زمانے کے مقابلے میں کئی گنا اضافہ ہوچکا ہے۔ لیکن ان کا معیار زندگی پست ہونے کی بجائے بلند ہوتا جارہا ہے۔ جس کی بنیادی وجہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی ہے۔

(2) حسابی فارمولے کا غلط استعمال (Inadequate use of Mathematical Formula)

مالتھس نے ریاضی دان ہونے کی حیثیت سے آبادی اور خوراک کے بڑھنے پر جو حسابی فارمولا تجویز کیا ہے اس کی بھی کوئی عملی شہادت نہیں ملتی کہ آبادی سلسلہ ہندسیہ اور خوراک سلسلہ حسابیہ سے بڑھ رہی ہے۔ ہاں یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ خوراک کے مقابلے میں آبادی بڑھنے کی رفتار تیز ہے۔

(3) غلط پیشین گوئی (Wrong Forecasting)

مالتھس نے اپنے نظریے میں بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر انسان کے مستقبل کو تاریک اور گھناؤنا ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ جبکہ آج کے جدید دور میں انسان مالتھس کے دور کے انسان سے کہیں زیادہ خوشحال اور سہولتوں سے مزین ہے اور اس کا معیار زندگی بلند ہے کیونکہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی سے خوراک میں بے تحاشا اضافہ ممکن ہوگیا ہے۔

(4) نامناسب وسعت (Inadequate Scope)

مالتھس نے اپنے نظریے میں آبادی کا موازنہ خوراک سے کیا ہے اور پست معیار زندگی کی وجہ بڑھتی ہوئی آبادی اور خوراک کی قلت کو بتایا ہے جبکہ حقیقت میں کئی ایسے ممالک ہیں جو خوراک سرے سے پیدا ہی نہیں کرتے لیکن اشیائے سرمایہ مثلاً مشین، کمپیوٹر، ٹیلی ویژن وغیرہ بنا کر ان کے بدلے میں دنیا کے ایسے زرعی ممالک سے خوراک درآمد کرلیتے ہیں جہاں خوراک اضافی دستیاب ہے۔ اس طرح آرام دہ اور عیش سے زندگی گزار رہے ہیں۔

(5) قانونِ تقلیل حاصل کا اطلاق (Application of the Law of Diminishing Returns)

مالتھس نے اپنے نظریے کی بنیاد قانون تقلیل حاصل پر رکھی ہے یعنی سرمائے اور محنت کی مزید اکائیاں لگانے کے باوجود پیداوار گرنا شروع ہوجاتی ہے حالانکہ آج کے جدید دور میں زرعی آلات، بہتر ادویات بیج اور جدید ٹیکنالوجی کی بدولت زمین کی گرتی ہوئی پیداوار کو بڑھایا جاسکتا ہے۔

مالتھس کے نظریہ آبادی کا پاکستان پر اطلاق

(Application of Malthusian Theory of Population on Pakistan)

مالتھس کا نظریہ اپنے نقائص کے باوجود اب بھی پسماندہ اور ترقی پذیر ممالک کے حالات پر کافی حد تک لاگو ہوتا نظر آتا ہے اور اس کی صداقت کا ثبوت ملتا ہے۔ اس لیے اب بھی تمام ترقی پذیر ممالک مالتھس کے افکار کو آبادی کے مسائل کم کرنے کے لیے لاگو کرتے ہیں۔ اگر اس سلسلے میں پاکستان پر اس نظریے کا اطلاق دیکھنا مقصود ہو تو ہمیں پاکستان کے موجودہ معاشی حالات سے اندازہ ہوجائے گا کہ آیا اس نظریہ کا اطلاق پاکستان پر ہوتا ہے یا نہیں۔

(1) پاکستان کی آبادی کی شرح افزائش 1.92 فی صد سالانہ ہے جس کے پیش نظر پاکستان کی آبادی صرف 22 سالوں میں دوگنی ہو چکی ہے۔

(2) پاکستان میں شرح پیدائش زیادہ لیکن شرح اموات کم ہے۔

(3) لوگوں کا معیار زندگی انتہائی پست سطح پر ہے۔

(4) ملک معاشی انتشار کا شکار ہے۔ جس کی وجہ سے سرمایہ کاری کے مواقع کم ہو رہے ہیں۔

(5) بے روزگاری کا سیلاب دن بدن بڑھ رہا ہے۔

(6) فی کس آمدنی انتہائی کم سطح پر ہے۔ پاکستان کی موجودہ فی کس آمدنی 1,512 امریکی ڈالر سالانہ ہے جو کہ ترقی یافتہ ممالک کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔

(7) قدرتی آفات، بیماریوں، سیلاب اور وباؤں سے لوگ مر رہے ہیں۔

(8) خوراک کی قلت ہے۔ لوگوں کو بنیادی ضروریات زندگی بھی میسر نہیں۔

درج بالا حالات کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ مالتھس کا نظریہ پاکستان کے حالات پر لاگو ہو رہا ہے۔

7.8 سرمایہ (Capital)

مفہوم (Meaning)

سرمایہ عاملین پیدائش کا اہم اور لازمی جزو ہے۔ عام طور پر سرمایہ کو زر یا روپیہ پیسہ کے معنوں میں لیا جاتا ہے۔ لیکن علم معاشیات میں سرمائے سے مراد دولت کا وہ حصہ ہے جو مزید دولت پیدا کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس میں دولت کا صرف وہی حصہ سرمایہ کہلاتا ہے جو مزید آمدنی پیدا کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ لہٰذا قدرتی عطیات کے علاوہ تمام اشیا جو پیدائش دولت کے عمل میں مددگار ثابت ہوتی ہیں وہ سرمائے کے زمرے میں شمار کی جاتی ہیں۔

پروفیسر چیپ مین (Professor Chapman) کے نزدیک سرمایہ سے مراد "وہ دولت ہے جو آمدنی پیدا کرتی ہے یا آمدنی پیدا کرنے میں مدد دیتی ہے"۔

سٹونیر اینڈ ہیگ (Stoniar & Hague) کہتے ہیں۔

"سرمایہ سے مراد وہ تمام وسائل پیداوار ہیں جنہیں انسان نے دانستہ طور پر مستقبل میں عمل پیدائش کو جاری رکھنے کے لیے بنایا ہو۔"

سرمائے کے مفہوم کی وضاحت کے ضمن میں یہ یاد رکھیں کہ تمام سرمایہ دولت تو ہوسکتا ہے لیکن تمام دولت سرمایہ نہیں ہوسکتی۔اس میں دولت کا صرف وہی حصہ سرمایہ کہلاتا ہے جو مزید آمدنی پیدا کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔مثال کے طور پر اگر کسی شخص کے پاس کپڑے، فرنیچر، سائیکل اور ٹریکٹر موجود ہوں تو ان کے استعمال کی نوعیت کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں ٹریکٹر کو چھوڑ کر تمام اشیا دولت ہوسکتی ہیں کیونکہ یہ اشیا اس شخص کے ذاتی استعمال میں آنے کی وجہ سے آمدنی کا ذریعہ نہیں ہیں۔لیکن ٹریکٹر کو آمدنی کمانے کی غرض سے کاشت کاری میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔اس لیے یہ سرمایہ ہے۔اسی طرح ایک پروفیسر کی کار ذاتی استعمال تک تو دولت ہے لیکن جب وہی کار برائے ٹیکسی چلائی جائے تو وہ سرمایہ میں شمار ہوتی ہیں۔

سرمایہ کے مفہوم کو واضح کرنے کے لیے درج ذیل نقاط کو ذہن میں رکھنا چاہیے۔

(i) سرمایہ دولت کا وہ حصہ ہے جو مزید آمدنی کمانے کی غرض سے استعمال کیا جاتا ہے۔

(ii) تمام دولت سرمایہ نہیں ہوتی بلکہ دولت کا وہ حصہ جو مزید آمدنی کمانے کی غرض سے استعمال کیا جاتا ہے وہ سرمائے کے زمرے میں آتا ہے۔

(iii) سرمایاتی ذرائع مثلاً گھر، فیکٹری، مشین، آلات وغیرہ سرمایہ ہیں لیکن قدرتی عطیات مثلاً ہوا، پانی، دریا، پہاڑ وغیرہ سرمایہ نہیں ہیں۔

اقسام (Kinds)

(i) فکسڈ اور زیرِ گردش سرمایہ (Fixed and Circulating Capital)

فکسڈ سرمایہ ٹھوس اور پائیدار شکل میں ہوتا ہے اور ایک لمبے عرصہ تک بار بار زیر استعمال لایا جاتا ہے مثلاً مشین، آلات، فیکٹری کی عمارت وغیرہ، جبکہ زیرِ گردش سرمایہ ناپیدار اور جلد خراب ہونے کے باعث ایک ہی استعمال کے بعد اپنی افادیت کھو دیتا ہے مثلاً کاغذ، لکڑی، چمڑا، کھاد، خام مال وغیرہ۔

(ii) ذاتی و قومی سرمایہ (Private and National Capital)

ذاتی سرمایہ کسی شخص کی ذاتی ملکیت میں ہوتا ہے اور اس کا فائدہ بھی براہ راست اسی شخص کو حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً درزی کی سلائی مشین۔ جبکہ قومی یا سرکاری سرمایہ ان پیداواری وسائل پر مشتمل ہوتا ہے جو مجموعی طور پر تمام قوم کی مشترکہ ملکیت ہوتا ہے مثلاً ذرائع نقل و حمل، سڑکیں، ہسپتال، بجلی گھر وغیرہ۔

(iii) مادی اور غیر مادی سرمایہ (Material and Nonmaterial Capital)

ایسی اشیا جنہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ یا ایک شخص کی ملکیت سے دوسرے شخص کی ملکیت میں منتقل کیا جاسکے۔ مثلاً مشین،

آلات، کارخانہ وغیرہ مادی سرمایہ کہلاتے ہیں۔ جبکہ غیر مادی سرمائے میں انسان کی قابلیت اور مہارت وحسن آتے ہیں اور یہ انتقال پذیر نہیں ہوتے۔ کیونکہ ایک پروفیسر کی ذہانت اور قابلیت دوسری جگہ یا ملکیت میں نہیں جاسکتی۔ اس لیے یہ غیر مادی سرمائے کے زمرے میں آتی ہے۔

(iv) سرمایہ جامد اور سرمایہ متحرک (Sunk and Floating Capital)

سرمائے کی ایسی مخصوص شکل جس کو کسی دوسری شکل میں تبدیل نہ کیا جاسکے اور نہ ہی کسی دوسرے استعمال میں لایا جاسکے سرمایہ جامد کہلاتا ہے۔ مثلاً ڈیم۔ پل۔ سڑکیں وغیرہ جبکہ ایسا سرمایہ جس کی شکل وصورت کو حسب ضرورت تبدیل کیا جاسکے اور کئی متعدد استعمالات میں لایا جاسکے متحرک سرمایہ کہلاتا ہے مثلاً خام مال، کمپنی کے حصص، پرائز بانڈز وغیرہ۔

(v) پیداواری اور صرفی سرمایہ (Productive and Consumptive Capital)

ایسا سرمایہ جو براہ راست اشیا پیدا کرنے کے لیے استعمال میں لایا جائے یا سرمائے کا وہ حصہ جو اشیا پیدا کرنے اور پیداوار بڑھانے میں مدد دے پیداواری سرمایہ کہلاتا ہے۔ مثلاً مشین، آلات وغیرہ ۔لیکن ایسی اشیا جو آمدنی میں اضافہ کا باعث تو بنتی ہیں لیکن پیداوار میں اضافہ کا باعث نہ بنیں صرفی سرمایہ کہلاتی ہیں مثلاً کرائے پر دی جانے والی کار، کرائے پر دیا جانے والا گھر وغیرہ۔

(vi) اُجرتی اور امدادی سرمایہ (Remunerative and Auxilliary Capital)

سرمائے کا وہ حصہ جو محنت کی اکائیوں کو اجرتیں اور معاوضے ادا کرنے کے لیے استعمال میں لایا جائے اجرتی سرمایہ کہلاتا ہے۔ مثلاً روپیہ پیسہ جبکہ امدادی سرمایہ وہ سرمایہ ہوتا ہے جو مزدور کو عمل پیدائش میں مدد دیتا ہے۔ مثلاً مشین۔ آلات ۔ خام مال وغیرہ۔

(vii) ملکی اور غیر ملکی سرمایہ (National and Foreign Capital)

وہ سرمایہ جو ملکی باشندوں کی بچتوں کے استعمال سے وجود میں آئے ملکی سرمایہ کہلاتا ہے۔ مثلاً باغات۔ سڑکیں۔ پل وغیرہ جبکہ غیر ملکی سرمایہ سے مراد غیر ملکی سرمایہ کاری جو کسی دوسرے ملک میں کی جاتی ہے یا امداد کے لیے دیا گیا روپیہ غیر ملکی سرمایہ میں شمار کیا جاتا ہے۔

اہمیت (Importance)

پیدائش دولت کے عمل میں سرمایہ کا کردار بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ کوئی پیداواری عمل بھی سرمائے کی موجودگی کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لیے کسی معیشت کی معاشی سرگرمیوں کو سرانجام دینے کے لیے اگر سرمایہ منہا کر دیا جائے تو پوری معیشت کا پیداواری عمل رک جائے گا۔ اس لیے کسی ملک کے معاشی نظام کو چلانے کیلئے سرمایہ انتہائی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ درج ذیل سے سرمائے کی اہمیت کو بخوبی سمجھا جاسکتا ہے۔

(i) سرمائے کے استعمال ہی کی بدولت ملک کے قدرتی وسائل کو مسخر کیا جاسکتا ہے اور معدنی کانوں سے قیمتی معدنیات نکالنے کا

کام سرمائے ہی کی بدولت سرانجام دیا جاسکتا ہے۔

(ii) بڑے پیمانے پر اشیا تیار کرنے کے لیے سرمایہ کی ضرورت پڑتی ہے اس لیے سرمائے ہی کی بدولت جدید ٹیکنالوجی کو استعمال میں لا کر بڑے پیمانے پر اشیا تیار کی جاسکتی ہیں۔

(iii) سرمائے کی ہی بدولت انسان کی استعداد کار کو بڑھایا جاسکتا ہے۔ کیونکہ فنی تربیت اور مہارت کے بل بوتے پر پیداوار کو کئی گنا بڑھایا جاسکتا ہے۔

(iv) سرمائے کی فراوانی سے عوام کا معیار زندگی بلند کیا جاسکتا ہے اور انہیں سہولتیں فراہم کرکے اچھی زندگی گزارنے کا موقع فراہم کیا جاسکتا ہے۔

(v) سرمائے کی مدد سے پیدا کردہ اشیا کی لاگت پیدائش کم ہوجاتی ہے۔ کیونکہ تقسیم کار کی وجہ سے پیداوار کا پیمانہ بڑھ جاتا ہے۔ لہٰذا فی اکائی اخراجات کم ہوجاتے ہیں۔

(vi) سرمائے کی بدولت کاروبار کو وسیع کرکے تخصیص کار کا اصول (Division of labour) اپنایا جاسکتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں کام مختلف حصوں میں بٹ جاتا ہے اور ہر محنت کی اکائی اپنا کام پوری تندہی سے سرانجام دیتی ہے۔

(vii) سرمائے کی بدولت اشیا کا معیار بہتر ہوجاتا ہے اور بازار میں اعلیٰ کوالٹی کی اشیا دستیاب ہوجاتی ہیں۔

(viii) سرمایہ انسانی پیداواری صلاحیتوں کو اجاگر کرتا ہے۔

(ix) سرمائے کی بدولت جدید ٹیکنالوجی اور ریسرچ کے کام کو جاری رکھا جاسکتا ہے جس کے نتیجہ میں ایجادات جنم لیتی ہیں۔

(x) سرمائے سے مادی وسائل کو بروئے کار لا کر اقتصادی ترقی حاصل کی جاسکتی ہے۔

7.9 استعداد کار (Efficiency)

سرمایہ کی استعداد کار سے مراد سرمایاتی اشیا کی پیداواری صلاحیت یا قوت کارکردگی ہے جو اس کے استعمال کے بعد رونما ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر سرمائے کی مدد سے زیادہ مقدار میں پیداوار حاصل ہو تو سرمائے کی استعداد کار زیادہ ہوگی اور اگر کم پیداوار حاصل ہو تو استعداد کار پست ہوگی۔ عام طور پر سرمایاتی اشیا کی استعداد کار ایک جیسی نہیں ہوتی اس لیے سرمائے کی قوت کارکردگی سے اس کی استعداد کار کا پتہ چلتا ہے۔ مثلاً اگر زمین زرخیز اور مزدور محنتی اور جفاکش ہوں تو سرمائے کی استعداد کار بلند ہوگی۔ لیکن زمین بنجر اور مزدور نااہل اور بے ہنر ہوں تو اعلیٰ ترین سرمایہ کی استعداد کار بھی پست ہوجائے گی۔ زمین، محنت اور تنظیم کے اشتراک سے پیدائش دولت کے عمل میں کل پیداوار میں جو اضافہ ہوگا وہ سرمائے کی استعداد کار یا قوت کارکردگی کہلائے گا۔

عوامل (Factors)

(i) دیگر عاملین پیدائش سے اشتراک (Combination with other Factors of Production)

سرمایہ کی انفرادی استعداد کار اس وقت تک صفر ہوتی ہے جب تک اس پر دوسرے عاملین پیدائش ایک مناسب تناسب سے نہ لگائے جائیں۔ اس لیے سرمائے کی استعداد کار کا انحصار دیگر عاملین پیدائش پر ہے۔ اگر یہ اشتراک بہترین اور مناسب ہو تو

سرمائے کی استعداد کار بڑھ جاتی ہے۔ اور اگر دیگر عوامل ست اور غیر مناسب مقدار میں لگائے جائیں تو سرمائے کی استعداد کار پست ہوجاتی ہے۔ مثال کے طور پر دو یا تین ایکڑ زمین کو کاشت کرنے کے لیے ایک ٹریکٹر کفایت شعاری کے زمرے میں نہیں آتا۔اس لیے سرمائے کی استعداد کار کم ہوگی لہٰذا ضروری ہے کہ دس سے بیس ایکڑ زمین کے ٹکڑے کو کاشت کرنے کے لیے ٹریکٹر خریدا جائے۔

(ii) جدید آلات (Modern Equipments)

اگر کاشتکاری کے میدان میں فرسودہ اور دقیانوسی زرعی آلات استعمال کیے جائیں تو سرمائے کی استعداد ست روی کا شکار ہوجاتی ہے۔ اسی طرح دیگر شعبوں میں پسماندہ ٹیکنالوجی سرمائے کی استعداد کار کو کم کر دیتی ہے۔ جدید اور نئے آلات پیداواری صلاحیت کو کئی گنا بڑھا دیتے ہیں اور سرمائے کی استعداد کار بڑھ جاتی ہے۔

(iii) تربیت یافتہ اور ہنرمند مزدور (Trained and Skilled Labour)

اگر محنت کی اکائیاں ہنرمند اور تربیت یافتہ ہوں تو وہ اپنی عقل وفہم اور تعلیم و تربیت کے بل بوتے پر سرمائے کی استعداد کار میں کئی گنا اضافہ کردیتی ہیں۔ جبکہ غیر ہنرمند، ان پڑھ محنت کی اکائیاں پیداواری صلاحیت کو کم کردیتی ہیں جس سے سرمائے کی استعداد کار پست ہوجاتی ہے۔

(iv) سرمائے کا مناسب استعمال (Proper Use of Capital)

اگر پیداواری عمل میں سرمائے کا مناسب استعمال کیا جائے تو سرمائے کی استعداد کار میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ مثلاً اگر گھاس لانے کے لیے ٹرک اور پھل لانے کے لیے گدھا ریڑھی استعمال کی جائے تو یہ سرمائے کا نامناسب استعمال ہوگا اور اس کی استعداد کار کم ہوجائے گی۔

(v) خام مال کی نوعیت (Nature of Raw Material)

سرمائے کی استعداد کار کا انحصار اس خام مال پر بھی ہوتا ہے جو اشیا کی تیاری میں استعمال ہوتا ہے۔ اگر خام مال بہتر ہوگا تو اعلیٰ کوالٹی کی اشیا تیار ہونگی اور سرمائے کی استعداد کار بڑھ جائے گی۔ جبکہ گھٹیا خام مال خراب کوالٹی والی اشیا پیدا کرے گا اور مشینوں کی استعداد کار کے ساتھ ساتھ سرمائے کی استعداد کار کو بھی پست کر دے گا۔

(vi) سرمائے کی نقل پذیری (Mobility of Capital)

سرمائے کی بہتر جگہ نقل پذیری سرمائے کی استعداد کار کو بڑھا دیتی ہے مثلاً اگر دریا سے نکالی ہوئی ریت کو شہروں میں تعمیر کے کاموں میں استعمال کرنے کے لیے لایا جائے تو سرمائے کی استعداد کار بڑھ جائے گی۔

(vii) ذرائع آمدورفت (Means of Transportation)

اگر ملک میں ذرائع نقل وحمل سستے اعلیٰ اور مستعد ہوں تو اشیا کی مناسب ترسیل کی وجہ سے سرمائے کی استعداد کار بڑھ جاتی ہے۔ جبکہ ذرائع نقل وحمل کی عدم دستیابی اور غیر مستعدی سرمائے کی استعداد کار کو کم کر دیتی ہے۔

(viii) **مرمت گاہیں** (Repair Centres)

اشیا کی پیدائش کے دوران اشیائے سرمایہ میں توڑ پھوڑ ہوتی رہتی ہے اس لیے اگر ان کی مرمت کے مناسب انتظامات موجود ہوں تو ان کی پیداواری صلاحیت بڑھ جاتی ہے اور سرمائے کی قوت کارکردگی میں کئی گنا اضافہ ہوجاتا ہے۔

تشکیلِ سرمایہ (Capital Formation)

کسی خاص عرصہ کے دوران ملک کے حقیقی سرمایہ کے ذخائر میں اضافہ تشکیل سرمایہ کہلاتا ہے۔

سرمایہ کے ذخائر میں اضافہ کرنے کے لیے افراد کو مجموعی طور پر قربانی دینا پڑتی ہے اور اپنی روزمرہ ضروریات میں سے کچھ نہ کچھ مستقبل کو بہتر کرنے کے لیے بچت کرنا پڑتی ہے۔ اس طرح عوام کی مجموعی بچتیں اشیائے سرمایہ مثلاً مشین، آلات ڈیم، خام مال، عمارتیں، کارخانے وغیرہ بنانے پر خرچ ہوجاتی ہیں۔ اس قسم کے اخراجات کو سرمایہ سازی کا نام دیا جاتا ہے۔قوم کی مجموعی بچتوں کو استعمال میں لاکر ملکی سرمایاتی ذخائر میں اضافہ کرنے کو تشکیل سرمایہ کا نام دیا جاتا ہے۔

تشکیلِ سرمایہ کے سلسلے میں پاکستان کی صورت حال اتنی اچھی نہیں کیونکہ آزادی کے دن سے ہی پاکستان کو غربت کا سامنا کرنا پڑا۔ حکومتِ پاکستان اس دن سے ہی اپنے ذخائر بڑھانے کے لیے سنجیدہ کوشش کررہی ہے تاکہ تشکیل سرمایہ کی رفتار کو بڑھایا جاسکے۔ بدقسمتی سے پاکستان کی فی کس آمدنی دنیا کے دوسرے ممالک کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ جس کی وجہ سے بچتوں کا معیار انتہائی کم ہے اور تشکیل سرمایہ کی رفتار بھی بہت سست ہے۔ پاکستان میں موجودہ بچتوں کی شرح 10.7فی صد ہے جو دوسرے ترقی پذیر ملکوں کے مقابلے میں بہت کم ہے جس کی وجہ سے سرمایہ کاری بھی کم ہورہی ہے۔

تشکیلِ سرمایہ کی رفتار کو سست کرنے والے عوامل

(1) وسائل کی قلت اور ان کے نامناسب استعمال کی بدولت پاکستان کی قومی آمدنی اور فی کس آمدنی بہت کم ہے۔

(2) ایک دوسرے پر سبقت لے جانے اور دولت کی نمائش کی خاطر کچھ لوگ اپنی آمدنی کا بڑا حصہ اشیائے تعیش پر خرچ کر دیتے ہیں۔ اس طرح سرمایہ کاری کے لیے کچھ بھی نہیں بچ پاتا اور تشکیل سرمایہ کی رفتار سست رہ جاتی ہے۔

(3) اکثر بچائی ہوئی رقوم کو سرمایہ کاری کی بجائے سونے چاندی کی خریداری پر صرف کردیا جاتا ہے اور سرمایہ کاری کے لیے رقوم دستیاب نہیں ہوتیں اور تشکیلِ سرمایہ کی رفتار سست ہو جاتی ہے۔

(4) تعلیم کے فقدان کے باعث بہت سارے لوگ اپنی آمدنی اور اخراجات کا کوئی حساب نہیں رکھتے۔ اکثر اوقات اخراجات ضرورت سے زیادہ کر لیے جاتے ہیں اور بچتیں متاثر ہوتی ہیں اور سرمایہ کاری کے لیے رقوم نہیں بچتیں۔

(5) ناسازگار حالات جیسے جنگ۔ سیلاب۔ بدامنی۔ سیاسی عدم استحکام وغیرہ سرمایہ کاری کے عمل کو اکثر روک دیتے ہیں اور سرمایہ کار ناسازگار حالات میں سرمایہ کاری کرنے سے گریز کرتے ہیں۔

(6) پیداوار کو بڑھانے کے لیے جدید ٹیکنالوجی کا استعمال نہیں کیا جاتا جس کی وجہ سے لوگوں کی آمدنی ساکن رہتی ہے اور بچتوں

کا معیار بھی معین رہتا ہے۔

تشکیل سرمایہ کی رفتار کو بڑھانے کیلئے درج ذیل اقدامات کیے جا سکتے ہیں:

(1) حکومت کو چاہیے کہ وہ بچتوں کو بڑھانے کے لیے زری اور مالیاتی پالیسیوں کو موثر طریقے سے لاگو کرے تاکہ بچتوں کی سطح بڑھ سکے اور سرمایہ کاری تیز ہو سکے۔

(2) بچتوں کو بڑھانے کے لیے مالی اداروں کو مستحکم کیا جائے تاکہ لوگ اپنی بچتیں محفوظ سمجھتے ہوئے بنکوں میں رکھوائیں اور وہ رقوم سرمایہ کاری کے لیے دستیاب ہو سکیں۔

(3) ذرائع ابلاغ کے ذریعے بچت کی خصوصی سکیموں کو متعارف کرایا جائے اور لوگوں کو بچتوں پر مجبور کیا جائے تاکہ سرمایہ کاری کے عمل کو تیز کیا جا سکے۔

(4) ملک میں تشکیل سرمایہ تیز کرنے کیلئے ضروری ہے کہ حکومت دوسرے ممالک سے قرضوں کی بجائے امداد (Grant) حاصل کرے۔

(5) تشکیل سرمایہ کی رفتار کو تیز کرنے کیلئے انعامی سکیمیں عوام میں مقبول کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ افراد اپنی بچائی ہوئی رقوم ان سکیموں میں جمع کروائیں جن سے سرمایہ کاری کے عمل کو تیز کیا جا سکے۔

7.10 تنظیم (Organization)

مفہوم (Meaning)

تنظیم عاملین پیدائش کا ایک لازمی جزو ہے۔ پیدائش دولت کے عمل کو شروع کرنے کے لیے وسائل کو اکٹھا کرنا اور انہیں پیداواری عمل میں استعمال کرنے کا سہرا تنظیم یعنی آجر کو جاتا ہے۔ کیونکہ آجر ہی ایک ایسا عامل ہے جو کاروبار کا خاکہ تیار کرتا ہے اور کاروبار کو شروع کر کے دیگر عاملین پیدائش کی خدمات کو اکٹھا کرتا ہے۔ انہیں کام پر لگاتا ہے اور کاروباری نفع و نقصان کی ذمہ داری قبول کرتا ہے۔

پروفیسر نیون (Professor Nevin) کے نزدیک آجر سے مراد:

"Entrepreneur is the one who disciplines, coordinates and combines land, labour, capital and decides what where and how to produce".

”آجر ایسا فرد ہے جو زمین، محنت اور سرمایہ میں تنظیمی رابطہ پیدا کرتا ہے اور فیصلہ کرتا ہے کہ دیگر عاملین پیدائش کی کس قدر اکائیاں لگا کر ان کی مدد سے کون سی اشیا پیدا کی جائیں۔“

آجر کی حیثیت جہاز کے کپتان کی مانند ہے جو جہاز کو سمندر کی طوفانی موجوں سے بچاتا ہوا کامیابی سے ساحل پر لے آتا

ہے۔ بالکل جہاز کے کپتان کی طرح ایک آجر بھی کاروبار کے نفع ونقصان اور اتار چڑھاؤ کا مقابلہ کرتے ہوئے کاروبار کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اپنی صلاحیت اور فہم وفراست سے عاملین پیدائش کو اس طرح یکجا کرتا ہے کہ ان کے اشتراک سے کم سے کم لاگت پر اشیا تیار کی جاسکیں۔

آجر (تنظیم) کے بغیر کوئی عمل پیدائش ممکن نہیں اس لیے ایک آجر ہی تمام پیداواری مسائل سے نمٹتا ہے اور نفع ونقصان کی ذمہ داری قبول کرتا ہے۔ اور زیادہ منافع کے حصول کی خاطر نئی اشیا منڈی میں متعارف کرواتا ہے۔

فرائض (Functions)

(i) کاروبار کا خاکہ تیار کرنا (Preparation of Plan)

کسی آجر کو کاروبار شروع کرنے سے پہلے اس کاروبار کا خاکہ یا منصوبہ تیار کرنا پڑتا ہے تاکہ پتہ چل سکے کہ کاروبار کی نوعیت، مقام پیدائش، طریق پیدائش اور مقامِ فروخت کیا ہے۔ بحیثیت ناظم یہ تمام فیصلے ایک آجر کی ذمہ داری میں آتے ہیں گویا آجر ہی کاروبار کا خاکہ تیار کرتا ہے اور پیداواری عمل میں عاملین پیدائش کی قیمتوں اور ان سے حاصل ہونے والی وصولیوں کا جائزہ لیتا ہے۔

(ii) عاملینِ پیدائش کا اشتراک (Combination of Factors of Production)

ہر سمجھدار آجر کی کوشش ہوتی ہے کہ پیداواری عمل کے دوران استعمال میں آنے والے عاملین پیدائش کو بہترین طریقے سے ملایا جاسکے اور کم سے کم اخراجات اٹھا کر زیادہ سے زیادہ اشیا پیدا کی جاسکیں تاکہ منافع کی شرح بڑھ سکے۔ اس مقصد کے لیے وہ مہنگے عامل پیدائش کو سستے عامل پیدائش پر ترجیح دیکر اس طرح کام میں لگاتا ہے کہ پیداوار پر اثر نہ پڑے اور منافع بھی نہ گرنے پائے۔

(iii) خام مال کی خریداری (Purchase of Raw Material)

ہر آجر اپنے منافع کو بڑھانے کے لیے کوشش کرتا ہے کہ خام مال سستے داموں مہیا ہو سکے اور شے کی کوالٹی پر بھی فرق نہ پڑے۔ اس طرح آجر اپنی ذہانت اور قابلیت سے اخراجات کم کر کے منافع کی شرح بڑھاتا ہے۔

(iv) انتظام وانصرام (Management and Supervision)

کاروبار کے انتظام و انصرام کی ادائیگی آجر کا ایک اہم فرض ہے کیونکہ کسی کاروبار کی کامیابی یا ناکامی کا انحصار آجر کی صلاحیت اور انتظامی صلاحیتوں پر ہوتا ہے۔ اس لیے آجر اپنے کاروباری معاملات پر پوری توجہ دیتا ہے تاکہ ہر عامل سے بہترین پیداوار حاصل کر سکے۔

(v) معاوضوں کی تقسیم (Distribution of Rewards)

عاملین پیدائش کے معاوضوں کا تعین بھی آجر کرتا ہے۔ اس لیے آجر ہر عامل پیدائش کو اس کی خدمت کے عوض معاوضہ دینے کا پابند ہوتا ہے۔ چاہے کاروبار نقصان میں ہو یا منافع میں۔ عام طور پر آجر عاملین پیدائش کو معاوضے ان کی پیداواری صلاحیت کی بنا پر دیتا ہے۔ اس لیے آجر کو معاوضوں کے تعین میں دشواری پیش نہیں آتی۔

(vi) ذرائع ابلاغ کے ذریعے تشہیر (Publicity through Media)

آجر اپنی پیدا کردہ اشیا کو بیچنے کیلئے اخبارات، ریڈیو، ٹیلیویژن، رسائل، وغیرہ میں اشتہارات کے ذریعے اپنی اشیا کی تشہیر کر کے انہیں مقبول بناتا ہے۔

(vii) مال کا نکاس (Disposal of Goods)

آجر اپنے مال کے نکاس کے لیے ملک کی مختلف منڈیوں میں بیوپاریوں سے رابطے قائم کرتا ہے اور مختلف مقامات پر اشیا بروقت پہنچا کر اپنے منافع کو یقینی بناتا ہے۔

(viii) سرمایہ کی فراہمی (Availability of Capital)

کاروبار کے قیام اور فروغ کے لیے کثیر سرمائے کی ضرورت پڑتی ہے اور سرمائے کا حصول بھی آجر کی ایک اہم ذمہ داری ہے۔ اس لیے آجر مالی اداروں سے رابطہ کر کے کثیر سرمایہ اکٹھا کرتا ہے اور بعض اوقات اپنے کاروبار کے حصص فروخت کر کے سرمایہ اکٹھا کرتا ہے تاکہ پیداواری عمل میں تعطل پیدا نہ ہو اور کاروبار صحیح سمت چلتا رہے۔

7.11 کاروباری تنظیم کی اقسام (Kinds of Business Organization)

کاروباری تنظیم کی درج ذیل اقسام ہیں:

(i) واحد آجر (Sole Entrepreneur)

کاروباری دنیا کی سب سے سادہ اور قدیم صورت واحد آجر ہے۔ اس صورت میں صرف ایک ہی شخص پورے کاروبار کا مالک ہوتا ہے اور پیداواری عمل کے تمام بڑے بڑے فیصلے خود کرتا ہے اور خود ہی کاروبار کا خاکہ تیار کرتا ہے۔ عاملین پیدائش کی خدمات حاصل کرتا ہے اور نفع ونقصان کی ذمہ داری قبول کرتا ہے۔ اس قسم کے کاروبار میں فیصلے بڑی جلدی ہو جاتے ہیں کیونکہ اس میں آجر کو کسی سے مشورہ نہیں کرنا پڑتا۔ کاروبار کو محدود نوعیت کا ہوتا ہے لیکن منافع یا نقصان پورے کا پورا آجر کو جاتا ہے۔

(ii) شراکت (Partnership)

جب دو یا دو سے زائد افراد کاروبار میں اپنا سرمایہ اشیا کو بڑے پیمانے پر تیار کرنے کیلئے لگانے پر راضی ہوں تو اس قسم کے کاروبار کو شراکت کا کاروبار کہتے ہیں۔ عام طور پر شراکت کے کاروبار میں 2 سے 20 افراد تک سرمایہ لگاتے ہیں۔ شراکت میں حصہ داروں کی تعداد ملکی قوانین کے مطابق ہوتی ہے۔ کاروبار کے شریک کار تمام شرائط پہلے سے طے کر لیتے ہیں اور کام کی تقسیم۔ حصہ داروں کے فرائض اور ذمہ داریاں۔ منافع کی تقسیم اور دیگر امور حکومت سے خریدے گئے اسٹام پیپرز پر محفوظ کر لیے جاتے ہیں تاکہ وقت گزرنے پر مسائل پیدا نہ ہوں اور کاروبار صحیح سمت میں چلتا رہے۔

(iii) مشترکہ سرمایہ کی کمپنی (Joint Stock Company)

مشترکہ سرمایہ کی کمپنی کاروباری دنیا کی سب سے مقبول اور اہم کاروباری قسم ہے۔ یہ کاروبار عام طور پر وسیع پیمانہ پیدائش

کے لیے موزوں ہوتا ہے۔ مثلاً چینی بنانے کی ملیں، لوہے کے کارخانے، ٹرانسپورٹ، کان کنی، صنعت اور بنکوں کی تشکیل وغیرہ۔ اس کاروبار کو تربیت یافتہ اور فہم وفراست رکھنے والے آجر شروع کرتے ہیں اس لیے ان کو کاروباری تنظیم کے بانی (Company promoters) کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ کاروبار کا خاکہ تیار کرتے ہیں اور حکومت کے قوانین کے تحت رجسٹریشن حاصل کرتے ہیں۔ اس طرح کمپنی کو قانونی حیثیت حاصل ہوجاتی ہے۔ عام طور پر مشترکہ سرمایہ کی کمپنی میں کئی افراد مل کر سرمایہ لگاتے ہیں اور ضرورت پڑنے پر کمپنی کے حصص (Shares) کھلے بازار (Open Market) یا سٹاک ایکس چینج میں فروخت کر کے سرمایہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔

(iv) انجمن امدادِ باہمی (Co-operative Society)

انجمن امداد باہمی ایک ایسی تنظیم ہوتی ہے جس میں چند افراد مل کر اپنے معاشی فوائد کے حصول کے لیے اپنا سرمایہ کاروبار میں لگاتے ہیں اور کاروبار کا سارا نظام خود ہی سنبھال لیتے ہیں اور منافع آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں۔ اس انجمن میں عام طور پر کمزور افراد اکٹھے ہو کر طاقت ور کا مقابلہ کرتے ہیں اور اپنے حقوق کے لیے آواز اٹھاتے ہیں۔

انجمن امداد باہمی سے مراد:

"ایسی کاروباری تنظیم ہے جس میں ایک ہی صنعت یا پیشے کے لوگ مل کر اپنے مخصوص معاشی اور معاشرتی مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے متحد ہوجاتے ہیں"۔

(v) سرکاری کاروبار (Public Enterprise)

سرکاری کاروبار حکومت مختلف معاشرتی اور معاشی فرائض سرانجام دینے کیلئے وجود میں لاتی ہے۔ بعض شعبوں میں نجی سرمایہ کار بعض وجوہات کی بنا پر سرمایہ کاری کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ ایسے حالات میں حکومت ان شعبوں میں سرمایہ کاری کرتی ہے۔ مثلاً واپڈا، پوسٹل سروس، ریلوے وغیرہ۔

7.12 عاملینِ پیدائش کی نسبتی اہمیت
(Relative Importance of Factors of Production)

ضروریات زندگی کی ہر چیز خواہ چھوٹی ہو یا بڑی اس کو پیدا کرنے کیلئے چاروں عاملین پیدائش زمین، محنت، سرمایہ اور تنظیم کا باہم متحد ہونا ضروری ہے کیونکہ ان میں سے کسی ایک کی عدم موجودگی عمل پیدائش کو روک دیتی ہے۔ لہٰذا سوئی سے لیکر جہاز تک کا وجود ان چاروں عاملین پیدائش کے باہمی اشتراک اور متحدہ کوششوں کا مرہون منت ہوتا ہے۔ بعض معیشت دانوں نے عاملین پیدائش کو چار کی بجائے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ان کے نزدیک تمام اشیا کی پیدائش تنظیم اور محنت کا نتیجہ ہے۔ دور جدید میں یہ دلیل مسترد ہو چکی ہے کیونکہ عمل پیدائش میں ہر عامل کی اپنی جداگانہ اہمیت اور حیثیت ہے اور وہ الگ الگ خصوصیات اور خواص کے مالک ہیں۔ ان کے معاوضوں کے نام بھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

محنت اور تنظیم کو اس لیے یکجا نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ مزدور اپنی محنت کا صلہ ہر حال میں اجرت کی شکل میں وصول کرتا ہے خواہ ناظم کو منافع ہو یا نقصان لیکن ناظم کو معاوضہ اسی صورت میں ملتا ہے جب منافع ہو کیونکہ ناظم کی خدمت کا صلہ منافع اور محنت کا صلہ اجرت ہے۔ بحث کی دوسری اہم کڑی یہ ہے کہ زمین اور محنت میں سے زیادہ اہم کون سا عامل ہے۔ اگر ہم نسبتی اہمیت وقت کے لحاظ سے دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ ماضی میں انسان زمین سے زیادہ تر اپنی حاجتیں پوری کرتا تھا۔ ماضی میں زمین کو محنت پر فوقیت حاصل تھی لیکن آج زمین کے مقابلے میں محنت کو پیدائش دولت کا سرگرم عامل کہا جاتا ہے۔ انسانی محنت کے بغیر زمین سے فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ مٹی خواہ کتنی ہی زرخیز کیوں نہ ہو، دریا، جنگلات اور آبشاریں موجود ہوں، جب تک انسان محنت نہ کرے یہ سب چیزیں بے کار ہیں۔ اسی لیے آج انسان کی محنت ہی کی بدولت ریڈیو، ٹیلی ویژن، ائیر کنڈیشنر، کار، کمپیوٹر، جہاز جیسی سہولیات انسان کو میسر ہیں اور ان کی پیدائش میں زمین کا کردار بہت محدود ہے۔ مختصراً ہم کہہ سکتے ہیں کہ چاروں عاملین پیدائش اپنی اپنی جگہ نہایت اہم اور لازمی ہیں اور کسی ایک عامل کی عدم موجودگی عمل پیدائش کو روک دیتی ہے البتہ اتنا ضرور ہے کہ مختلف اشیا کی پیدائش میں ان عوامل کی کارکردگی اور اہمیت یکساں نہیں ہوتی۔ کیونکہ بعض اشیا کے بنانے میں زمین کی اہمیت زیادہ ہوتی ہے اور بعض میں محنت اور سرمایہ کا حصہ زیادہ ہوتا ہے اور کہیں ناظم کو فوقیت حاصل ہوتی ہے اس لیے ہر عامل پیدائش کی اہمیت اور حیثیت اپنی اپنی جگہ مسلمہ ہے۔

مشقی سوالات

سوال نمبر 1۔ ہر سوال کے دیئے ہوئے چار ممکنہ جوابات میں سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

1- اجرت کس عامل پیدائش کا صلہ ہے؟

(الف) زمین　　(ب) آجر　　(ج) محنت　　(د) سرمایہ

2- عاملین پیدائش اور پیداوار کے درمیان پایا جانے والا تفاعلی رشتہ کہلاتا ہے۔

(الف) پیدائش وسائل　　(ب) پیدائش دولت　　(ج) تفاعل پیدائش　　(د) طریق پیدائش

3- درج ذیل میں سے کون سا عامل، پیداواری عوامل کے اتحاد اور اشتراک کا ذمہ دار ہوتا ہے؟

(الف) محنت　　(ب) زمین　　(ج) آجر　　(د) سرمایہ

4- کسی مزدور کا ایک پیشے سے دوسرے پیشے میں منتقل ہونے پر اس کے منصب اور اُجرت میں کوئی فرق نہ آئے تو اسے کہتے ہیں۔

(الف) راسی نقل پذیری　　(ب) متوازی نقل پذیری

(ج) جغرافیائی نقل پذیری　　(د) پیشہ ورانہ نقل پذیری

سوال نمبر2۔ درج ذیل جملوں میں دی گئی خالی جگہ پُر کیجیے۔

1- علم معاشیات میں عاملین پیدائش کو .... کہتے ہیں

2- .... سے مراد کسی شے میں افادہ کے ساتھ ساتھ قدر کا پیدا کرنا ہوتا ہے۔

3- زمین جغرافیائی لحاظ سے مکمل طور پر .... ہوتی ہے۔

4- محنت کا .... نہیں کیا جاسکتا

5- کسی مزدور کا اپنی صلاحیت اور قابلیت کی بنا پر کلرک سے ہیڈ کلرک بن جانا .... کہلاتا ہے۔

6- ڈیم، پل اور سڑکیں سرمایہ .... کی مثالیں ہیں۔

7- .... آجر کو کاروباری فیصلوں پر مکمل خودمختاری حاصل ہوتی ہے۔

8- .... کاروبار کا وجود عوام کی فلاح و بہبود کی غرض سے وجود میں لایا جاتا ہے۔

سوال نمبر3۔ کالم (الف) اور کالم (ب) میں دیئے گئے جملوں میں مطابقت پیدا کر کے درست جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
کسی شے میں قدر پیدا کرنا	ناظم کی ذمہ داری	
رسد معین ہے	پیدائشِ دولت	
ہوا، پانی، روشنی وغیرہ	زمین	
آجر کا صلہ	مفت عطیات	
انتظام و انصرام	متحرک عامل	
محنت	ملکی اثاثوں میں اضافہ	
تشکیل سرمایہ	پرائز بانڈز	
متحرک سرمایہ	منافع	
	پیداواریت	
	سود	

سوال نمبر 4۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھیں۔

1- پیدائش دولت سے کیا مراد ہے؟
2- عاملین پیدائش کیا ہوتے ہیں؟
3- زمین کی کوئی سی تین خصوصیات تحریر کریں۔
4- زمین کی استعداد کار سے کیا مراد ہے؟
5- محنت کی استعداد کار کا مفہوم بیان کریں۔
6- محنت کی نقل پذیری سے کیا مراد ہے؟
7- سرمائے کی استعداد کار سے کیا مراد ہے؟
8- تنظیم سے کیا مراد ہے؟
9- واحد ملکیت اور شراکت میں کیا فرق ہے؟
10- مشترکہ سرمایہ کی کمپنی سے کیا مراد ہے؟
11- انجمن امداد باہمی اور سرکاری کاروبار میں کیا فرق ہے؟

سوال نمبر 5۔ درج ذیل سوالات کے جوابات تفصیل سے تحریر کریں۔

1- پیدائش دولت کی اہمیت اور اس کے مفہوم پر مفصل نوٹ لکھیں۔
2- زمین کی تعریف کریں اور اس کی خصوصیات اور اہمیت بیان کریں۔
3- زمین کی استعداد کار کا انحصار کن عناصر پر ہوتا ہے؟
4- محنت کی تعریف کریں نیز پیدائش دولت میں محنت کی اہمیت اجاگر کریں۔
5- محنت کی خصوصیات بیان کریں۔
6- محنت کی استعداد کار کا انحصار کن عوامل پر ہوتا ہے؟ بحث کریں۔
7- محنت کی نقل پذیری کی اقسام بیان کریں۔ نیز محنت کی نقل پذیری کے عوامل تحریر کریں۔
8- سرمائے کی مختلف اقسام مثالیں دے کر بیان کریں۔
9- سرمائے کی استعداد کار کو متاثر کرنے والے عوامل کا ذکر کریں۔
10- تنظیم (آجر) کے فرائض پر روشنی ڈالیں۔